افسانۂ ہجر و وصال
مولانا ابوالکلام آزاد
24203

افسانۂ ہجر و وصال

مولانا ابو الکلام آزاد

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس پرائویٹ لمیٹڈ
۳۰۹۵، سرسید احمد روڈ دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام	:	افسانہ ہجر و وصال
از	:	مولانا ابوالکلام آزاد
اشاعت اول	:	جنوری 2015ء
صفحات	:	56
تعداد	:	1100
قیمت	:	-/35
مطبع	:	کلاسک پرنٹرس، دہلی

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہِ کرم مطلع فرمادیں۔ انشاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔
نشاندہی کے لیے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔ (ادارہ)

ATEQAD PUBLISHING HOUSE Pvt. Ltd.
3095, Sir Syed Ahmed Road, Darya Ganj, New Delhi-2
Phone: (Off.) 23266879, (Br.) 23276879, Fax: 23256661
E-mail: ateqad@gmail.com

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْ اَنْ
تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِکْرِ
اللهِ وَمَانَزَلَ مِنَ الْحَقِّ؟

کیا مُسلمانوں کیلئے ابھی تک اس کا وقت
نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر اور اس کے کلمہ حق
کیلئے ان کے اندر درد اور شکستگی پیدا ہو اور
وہ اپنے پروردگار کے آگے جھک جائیں؟

فہرست

عرض ناشر

افسانہ ہجر و وصال کو اک ذرا پڑھنے ہی سے لگتا ہے...... بلکہ حقیقت یہی ہے کہ عشق دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک میں آدمی اندر ہی اندر گھلتا رہتا، تڑپتا رہتا ہے۔ ...... کباب سیخ کی طرح کبھی یہ پہلو کبھی وہ پہلو بدلتا ہے، ساتھ ہی ساتھ یہ بھی چاہتا ہے کہ لمحہ بہ لمحہ اضطراب انگیز کیفیت کے مزے میں سرمو فرق نہ آئے اور کسی اور کو اس کی بھنک بھی نہ پڑے۔ یہ الگ بات کہ یہ ناممکن حالت اوّل یوم ہی سے سر چڑھ کر بولنے لگتی ہے۔ دوسری قسم عشق کی پہلے دن ہی سے اس کوشش کا عزم ساتھ میں لیے ہوتی ہے کہ عاشق نامراد دوسروں کو بھی اپنی نامرادیوں کے دسترخوان پر کھینچ لائے۔

مولانا ابوالکلام آزاد پہلے عشق میں تو گرفتار ہیں ہی، دوسرے عشق کی زلفِ گرہ گیر کے بھی اسیر ہیں۔ دیکھئے یہ جادو کیسے سر چڑھ کر بولتا ہے:

آہ، میں چاہتا ہوں کہ جی بھر کے روؤں اور جس قدر چیخ چیخ کے نالہ و فریاد کر سکتا ہوں، کرتا رہوں۔ میری چیخیں تمہارے عیش و نشاط کو مکدر کر دیں، میرا نالہ و بکا تمہارے عیش کدوں کو ماتم کدہ بنا دے، میری آہوں سے تمہارے دلوں میں ناسور پڑ جائیں، میری شورشِ غم سے تمہارے چہروں کی مسکراہٹ معدوم ہو جائے، میں تم کو غم و ماتم سے بھر دوں، میں تم کو درد و حسرت کا پتلا بنا دوں، تمہاری آنکھیں ندیوں کی طرح بہہ جائیں، تمہارا دل تنور کی طرح بھڑک

اُٹھے، تمہاری زبانیں دیوانوں کی طرح چیخ اُٹھیں اور تمہاری غفلت عیش اور بے دردیٔ نشاط کی وہ بستی جو مُدتوں سے برابر آباد چلی آتی ہے اِس طرح اُجڑ جائے کہ پھر کبھی آباد نہ ہو:

رُوئے بازارِ مُراد امروز عُرفی با نیست
دیدۂ تر می فروشم دامنِ تری خرم!

بہر حال افسانہ ہجر و وصال کے جاں گداز مطالعے سے یہ کھلا کہ مولانا آزاد ان دونوں عشقوں کے زخم خوردہ ہیں:

عجب نیست کہ سرگشتہ بود طالبِ دوست
عجب ایں است کہ من واصل و سرگردانم

لیکن آزاد کا المیہ یہ ہے کہ وہ جنہیں جگا رہے ہیں، ان نیند کے ماتوں کو کچھ اور مدہوش تو کیا جا سکتا ہے، ہوش میں نہیں لایا جا سکتا۔ لیکن اس پیہم کھینچا تانی اور شور و غل میں، سانحہ یہ ہے کہ سر پر آن پہنچے خطرے سے بے خبر ان نام نہاد سوتوں کے مکر پر خبردار کرنے والا ان کی اس چالاکی سے آگاہ ہو چکا ہے کہ وہ جاگنا ہی نہیں چاہتے۔ میرے خیال میں یہی افسانہ ہجر و وصال کا مرکزی خیال ہے۔ اس لیے اس کے سرورق پر قرآن کی یہ آیت درج ہے:

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ؟ (۱٦:۵۷)

کیا مُسلمانوں کیلئے ابھی تک اس کا وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر اور اس کے کلمہ حق کیلئے ان کے اندر درد اور شکستگی پیدا ہو اور وہ اپنے پروردگار کے آگے جھک جائیں؟

افسانہ ہجر و وصال کا ایک ایک لفظ فریاد بن کر ہندوستان کے مسلمانوں کو ان کی

غفلت سے بیدار کرنے کے لیے ابابیلوں کے پتھروں کی طرح گرتا محسوس ہوتا ہے۔
یوں لگتا ہے یہ کنکریاں انہیں اصحابِ فیل کی طرح تباہ کر دیں گی یا میدان عمل میں مصروفِ کوشش کرنے کے لیے اٹھا کھڑا کریں گی۔ اس کتابچے کے مطالعہ سے ایک اور بات یہ محسوس ہوتی ہے کہ آغاز کے وقت مولانا ابوالکلام آزاد امیدوں، ولولوں اور حوصلوں سے بھرے ہوئے تھے، وہ اپنی قوم سے بھی مایوس نہیں تھے لیکن انہیں جلد ہی یہ محسوس ہو گیا کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں، وہ لاحاصل ہے۔ ان کی قوم کے لوگ وہ نہیں جو خطروں کو دیکھ کر مقابلے کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں بلکہ ان کی مثال تو اس کبوتر کی سی ہے جو بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے۔

افسوس ابوالکلام آزاد ہمارے اُس دور میں کیوں پیدا ہوئے:

میرا دکھ یہ ہے کہ اپنے ساتھیوں جیسا نہیں
میں بہادر ہوں مگر ہارے ہوئے لشکر میں ہوں

بہر حال مسلمان من حیث القوم اگر صرف خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائیں، ہوشیار ہو جائیں تو اسلام جو بقول اقبال نہایت اندیشہ وکمالِ جنون کا نام ہے باقی کا کام خود سے بہ احسن خوبی سر انجام دے لے گا۔ کیونکہ امت رسولِ ہاشمی ﷺ کا قرآنی نام امت وسط ہے۔ جذباتی نقطۂ نظر سے جوش و ہوش کا حسین امتزاج کہ حکیم الامت نے اسے فقرِ غیور کے نام سے معنون کیا ہے۔ دراصل صفت اعتدال اگر انفرادی تزکیہ نفس سے منہا کر دی جائے، تو باقی بچنے والے کچھ سے بتدریج کچھ باقی نہ بچے گا اور اگر معاشرتی اصلاح وتہذیب کو اس عنصرِ خاص سے فارغ رکھا جائے تو یوں سمجھئے کہ کارواں ہو تو پیہم رواں دواں لیکن غلط سمت میں اور ستم بلائے ستم یہ کہ:

کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

لیکن امت مرحومہ میں یہ احساس زیاں پیدا ہو، تو کیونکر ہو جبکہ مولانا آزاد کا تجزیہ ہے کہ ان کی بات جو سمجھتے ہیں، وہ بھی سمجھ کر نہیں دیتے:

ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب میں

مکتبہ کی یہ کوشش ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد کے جواہر پاروں کو عوام تک پہنچایا جائے تاکہ قارئین ان کے علمی مرتبہ اور قلمی وجاہت سے کماحقہ تعارف حاصل کر سکیں اور مولانا کی تفہیم دین سے مستفید ہوں۔

حرفے چند

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کا نام سنتے ہی استقامت و استقلال کا ایک پہاڑ نظروں کے سامنے آ جاتا ہے اور فضل و کمال کا گلستانِ پُر بہار ذہن میں لہرانے لگتا ہے۔ ان کی بوقلموں شخصیت کے گوناگوں گوشوں پر بے شمار لوگوں نے لکھا ہے اور بے حساب لکھا ہے۔ کسی نے ان کی تفسیر قرآن کو موضوع گفتگو ٹھہرایا، کسی نے ان کے ادب انشاء کی تفصیلات بیان کیں، کسی نے ان کی وادی صحافت کی پیمائش کرنے کا فریضہ انجام دیا، کسی نے ان کی فصاحت و بلاغت سے لطف اندوز ہونے کی کوشش کی، کسی نے ان کی تقریر و خطابت پر اظہارِ خیال کیا اور کسی نے آزادیٔ وطن کے لیے ان کی معرکہ آرائیوں کا تذکرہ کیا۔

بے شک اس فقیر کو بھی مولانا کی بعض محافلِ پرثروت میں حاضری کے مواقع میسر آئے ہیں، لیکن بہت محدود پیمانے پر۔ جن خوش بخت حضرات کو ان کی محفلوں میں زیادہ بیٹھنے اور ان کی باتیں سننے کا اتفاق ہوا ہے وہ بتاتے ہیں کہ وہ بہ یک وقت مختلف اور متضاد قسم کے موضوعات پر نہایت کامیابی اور روانی سے گفتگو کرتے تھے۔ سیاسیات

کے کارزار سے لے کر تفسیر و حدیث، تصوف و سلوک' فلسفہ و حکمت اور ادب و شاعری کے مرغزاروں تک یکساں رفتار اور نہایت متوازن و معتدل لہجے میں سلسلہ کلام جاری رکھتے تھے۔ وسعت مطالعہ ہر آن ان کے ہم رکاب ہوتی، دقتِ نظر ان کے ہر لفظ میں اپنا جلوہ دکھاتی اور مسائل میں گہرائی اور جانی بوجھی رائے ہر موضوع میں ان کی رفاقت پر اظہار فخر کرتی ہوئی محسوس ہوتی۔ جس موضوع پر بات ہوئی سننے والوں کو ایسا معلوم ہوا کہ مولانا نے برسوں اسی موضوع پر غور کیا ہے اور اسی کے اطراف میں فکر و نظر کی کاوشوں کو محصور رکھا ہے۔

مولانا کے اوصاف کی ایک طویل فہرست ہمارے سامنے ہے اور ایک سے ایک بڑھ کر ہے۔ ان کا ایک بہت بڑا وصف یہ ہے کہ انہوں نے کبھی کسی کو اپنا حریف نہیں بنایا، نہ علم میں، نہ تحقیق و کاوش میں، نہ ادب و انتساب میں اور نہ سیاست میں۔ تاہم بہت سے معروف حضرات نے ان کو اپنا حریف سمجھا اور ان کی شدید مخالفت کی اور بعض معاملات میں ان پر طعنہ زن ہوئے اور طعنہ زنی میں نہایت سخت زبان استعمال کی، لیکن انہوں نے کبھی کسی کو اس زبان اور لہجے میں جواب نہیں دیا، بلکہ بہت سے لوگوں کے بارے میں بالکل خاموشی اختیار کیئے رکھی۔ یہ ان کے حسن کردار، پاکیزگیٔ فکر اور شائستگی اطواری کی بہت بڑی دلیل تھی اور یہی ایک صحیح دماغ اور عالی ذہن مسلمان کا شیوہ ہے۔

ان کا اصل موضوع قرآن تھا اور ان کے تمام افکار احکام قرآن کے گرد گھومتے ہیں۔ ہر معاملے میں انہوں نے قرآن مجید کی پاکیزہ ترین ہدایات کو سامنے رکھا اور عمر بھر اسی کو محور عمل قرار دینے کی سعی کی، جس میں وہ کامیاب رہے۔ زیر مطالعہ کتاب ''افسانہ ہجر و وصال'' ان کے اس نقطۂ فکر کی

پوری طرح عکاسی کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ وہ قرآن کے قاری بھی تھے' اس کے مفسر بھی تھے اور اس پر عامل بھی۔ کتاب کا ایک ایک لفظ اس کی شہادت دیتا ہے۔

مولانا آزاد کی اس کتاب کو بیان وکلام کے حسین ترین مرقع' خطابت کے عمدہ ترین نمونے اور ادبیت کے شاہکار کی حیثیت حاصل ہے۔ ہمارے عزیز دوست میاں مختار احمد کھٹانہ نے یہ کتاب شائع کر کے آج کے مسلمانوں کو احکام قرآن سے شناسا کرنے کی جو کوشش کی ہے، اس پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اس دور میں حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمتہ اللہ علیہ کی اس قسم کی کتابیں شائع کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ مسلمان غفلت و بے عملی کے پردوں سے نکل کر حق پرستی و عمل صالح کی راہ پر قدم فرسا ہوں۔

محمد اسحاق بھٹی

اسلامیہ کالونی' ساندہ' لاہور

۱۲- جون ۲۰۰۱ء

۱۹- ربیع الاوّل ۱۴۲۲ھ

افسانہ ہجر و وصال

مولانا کی کیفیت قلبی

پھر چھیڑا حُسن نے اپنا قصہ
بس آج کی شب بھی سو چکے ہم!

بیقراریٔ دل کی فصل و بہار:

کیا دُنیا میں جس طرح بہار و خزاں کے موسم آتے ہیں، ربیع و خریف کی ہوائیں چلتیں اور جاڑے اور گرمیوں کا سورج بدلتا ہے، اُسی طرح دِلوں کی شورشوں کا بھی کوئی موسم ہے؟ رُوحوں کی بیقراری کی بھی کوئی فصل ہے؟ دیوانگی اور سراسیمگی کا بھی کوئی وقت ہے، جس کی ہوائیں چلتی ہیں اور جن کے بادل نمودار ہوتے ہیں؟

ساغرِ ضبط چھلکنا:

میں نہیں جانتا کہ ایسا ہو۔ مگر میں پاتا ہوں کہ میرے دل کی دیوانگی ٹھہر ٹھہر کے اُٹھتی اور میرے رُوح کے شورش گھور گھور کے لوٹتی ہے۔ میں کچھ عرصہ

سے اُس دریا کی مانند جو اُتر گیا ہو، چُپ تھا، لیکن اُس سمندر کی مانند جس کی تہہ سے مَوجیں جوش مار رہی ہوں، پھر آہوں سے بھر گیا ہوں، فریادوں سے معمور ہو گیا ہوں، شورشوں سے لبریز ہوں اور دیوانگی کے سرجوش سے میرا ساغرِ ضبط چھلک گیا ہے۔

دلِ محزوں کی تڑپ:

آج مجھے اُس خاک کی تلاش ہے، جس کو اپنے سر و چہرہ پر اُڑا سکوں۔ پھر اُن کانٹوں کی جستجو ہے، جن کو اپنے دل و جگر میں چھبو سکوں' میں دیوانوں کا مُتلاشی ہوں اور مجھے بیماروں کی بستی کی ضرورت ہے۔ میں ہوشیاری سے اُکتا گیا ہوں اور تندرستی نے مجھے عاجز کر دیا ہے۔ آہ، میں چاہتا ہوں کہ جی بھر کے روؤں اور جس قدر چیخ چیخ کے نالہ و فریاد کر سکتا ہوں، کرتا رہوں۔

مہجوروں کی آہ و بکا:

میری چیخیں تمہارے عیش و نشاط کو مُکدّر کر دیں میرا نالہ و بُکا تمہارے عیش کدوں کو ماتم کدہ بنا دے، میری آہوں سے تمہارے دلوں میں ناسُور پڑ جائیں، میری شورشِ غم سے تمہارے چہروں کی مُسکراہٹ معدوم ہو جائے، میں تم کو غم و ماتم سے بھر دُوں، میں تم کو درد و حسرت کا پتلا بنا دوں، تمہاری آنکھیں ندیوں کی طرح بہہ جائیں، تمہارا دل تنور کی طرح بھڑک اُٹھے، تمہاری زبانیں دیوانوں کی طرح چیخ اٹھیں اور تمہاری غفلت عیش اور بے دردیٔ نشاط کی وہ بستی جو مُدتوں سے برابر آباد چلی آتی ہے، اس طرح اُجڑ جائے کہ پھر کبھی آباد نہ ہو:

رُوئے بازارِ مُراد امروز عُرفی بام نست

دیدۂ ترمی فروشم دامنِ ترمی خرم!

غفلت شعاری

انسانی نیند:

دُنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کی نیند، اگر موت کی نیند نہ ہو، تو کبھی نہ کبھی ضرور ختم ہوتی ہے اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ سونے والا کبھی نہ جاگے۔ پھر بعضوں کی نیند ایسی ہو جاتی ہے کہ اِک ذرا سی آواز اُن کو جگا دینے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ بعض کی ان سے سخت ہوتی ہے، تو اُن کے لئے چیخنے اور شور مچانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض ان سے بھی زیادہ غفلت کی نیند سونے والے ہوتے ہیں تو اُن کو جھنجھوڑنے اور ہلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اور اگر سونے والے کے جاگ اُٹھنے کے لئے یہ بھی بیکار ہو، تو پھر ایسا تو کبھی بھی نہیں ہو سکتا کہ بھونچال آ جائے، آتش فشاں پہاڑ پھٹ اُٹھیں، پہاڑوں کے ٹکرانے کے دھماکوں سے کان کے پردے ریزہ ریزہ ہو جائیں اور پھر بھی نیند کے متوالے آنکھیں نہ کھولیں۔

قانونِ الٰہی:

سو یقین کرو کہ خُدا کا بھی اپنے بندوں کے ساتھ ایسا ہی حال ہے، اُس کی صدائیں اُٹھتی ہیں تا کہ غفلت کے سرشار آنکھیں کھولیں۔ اگر اس پر بھی وہ کروٹ نہیں لیتے تو ہر طرف شور و غل مچنے لگتا ہے تا کہ سونے والوں کی نیند ٹوٹے۔ اگر اس پر بھی نیند نہیں ٹوٹتی تو ہاتھ نمودار ہوتے ہیں اور وہ جھنجھوڑ جھنجھوڑ کے اُٹھاتے ہیں کہ صبح آ گئی اور

کے نتیجے نکلے۔ پس تجربہ اور استقراء اُسے بتلا دیتا ہے کہ اب بھی ہمیشہ جب کبھ
ویسی حالتیں پیدا ہوں گی، تو ویسے ہی نتائج نکلیں گے اور اگر آگ کے شعلوں نے
ہمیشہ انسان کے جسم کو دکھ دیا ہے تو ایسا کبھی نہ ہوگا کہ آگ کے شعلوں میں کود ک
کوئی ٹھنڈک پائے۔

جاگنے کے لئے تاریخ کی آواز:

سو اگر تمہاری نیند سونے والوں کی نیند ہوتی، بے روح لاش کی نیند نہ ہوتی، ت
تمہارے جاگنے کے لئے تاریخ کی آواز بس کرتی تھی۔ تمہارے آگے نوعِ بشری کی پوری
تاریخ موجود ہے، ہزاروں مُلکوں اور قوموں کے تجربے موجود ہیں، ہزاروں آثار
اطلال ہیں، اور زمین کے صدہا گوشے گزرے ہوؤں کی عمارتوں سے اور مٹے ہوؤں کے
کھنڈروں سے رُکے ہوئے ہیں، تو تم اُن سب کے پاس جاؤ اور اُن سب سے پُوچھ
دیکھو کہ دُنیا میں کوئی قوم بھی معصیت کرکے زندہ رہی ہے، اور انسانوں کا کوئی گروہ بھی
خُدا سے بھاگ کر بچ سکا ہے؟ کبھی ایسا ہوا ہے کہ خدا کے قانونوں پر چل کر قومیں تباہ ہوئی
ہوں اور اُس کے قانون توڑ کے اُنہوں نے خوشحالی اور ہمیشگی پائی ہو؟

یقینی ہلاکت کا ذریعہ:

اقوام کو چھوڑ دو اور افراد کو تلاش کرو۔ جب سے زمین بنی ہے آج تک ایک
انسان بھی اس کی گود میں ایسا پلا ہے، جس نے غفلت و اعراض کر کے زندگی پائی ہو اور
خُدا کے قانونوں کو توڑ کر خوشحالی اور مُراد حاصل کی ہو؟ اگر ایسا نہیں ہے، تو پھر یہ کیا ہے کہ
تم زہر کھا رہے ہو اور اُمیدوار ہو کہ تمہیں زندگی ملے اور تم نے شیروں کے بھٹ کی راہ
اختیار کی ہے اور سمجھتے ہو کہ انسانوں کی آبادی میں تم پہنچ جاؤ گے؟

اَلَمْ یَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَقَوْمِ
اِبْرٰهِیْمَ وَ اَصْحٰبِ مَدْیَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ، اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ،
فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝ (۹:۷۰)

کیا اُنھوں نے ان لوگوں کا حال نہیں سُنا جو اُن سے پہلے گزر چکے ہیں، مثلاً قومِ نوح، عاد، ثمود، قومِ ابراہیم، اصحاب مدین اور وہ لوگ جن کی بستیاں اُلٹ دی گئیں؟ ان سب کے پاس اللہ کے رسول آئے اور راہ حق کی نشانیاں اُنہیں دکھلائیں، لیکن اُنہوں نے بدعملیوں کی راہ اختیار کی اور اس کی پاداش میں مٹا دیئے گئے۔ سو اللہ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا مگر اِن بدبختوں نے خود ہی اپنی ہلاکت چاہی!

عبرت آموز حوادث کا تواتر:

اگر گزرے ہوئے واقعات و حوادث میں بھی تمہارے لئے کوئی آواز نہیں، تو پھر خود تمہاری آنکھوں کے سامنے گزرے ہوئے حوادث و تغیرات ہیں اور اُن کی زبان سب سے زیادہ چیخنے والی اور سب سے زیادہ دلوں کے اندر گھر کر جانے والی ہے:

اَوَلَا یَرَوْنَ اَنَّھُمْ یُفْتَنُوْنَ فِیْ کُلِّ عَامٍ مَّرَّۃً اَوْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ وَلَا ھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ ○ (۱۲۶:۹)

آیا نہیں دیکھتے کہ کوئی برس ایسا نہیں گزرتا کہ ایک بار یا دو بار وہ بلاؤں میں نہ ڈالے جاتے ہوں، پھر بھی اُن کی غفلت کا یہ حال ہے کہ نہ تو وہ توبہ کرتے ہیں اور نہ ہی مصیبتوں سے نصیحت پکڑتے ہیں۔

تعذیبِ اُمم کی آخری کڑک:

اور اگر وہ تمام حوادث و تغیرات جن سے تمہاری زندگی کا ہر سال اور ہر ماہ بلکہ ہر طلوع و غروب معمور تھا، تمہارے سمجھنے اور بیدار ہو جانے کے لئے کافی نہ تھے، تو آہ! کیا خُدائے قُدّوس کی وہ سب سے آخری کڑک اور اس کے قانونِ تعذیبِ اُمم کی وہ سب سے زیادہ کپکپا دینے والی اور عقلوں اور ہوشوں کو مبہوت کر دینے والی گرج بھی تمہیں نہیں جگاتی، جس کے زلزلہ انگیز دھماکوں سے پہاڑوں کی چوٹیاں ہل گئیں، اور قریب ہے کہ زمین دھنس جائے اور سمندروں سے مچھلیاں رونے اور ماتم کرنے کے لئے اُبھر آئیں؟

كَلَّا وَالْقَمَرِ o وَاللَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ o وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ o اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ o نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ o لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ o (۷۴:۳۲۔۳۷)

بیشک، چاند جبکہ نکل آیا، رات جبکہ ختم ہوگئی اور دن جبکہ روشن ہوگیا کہ یہ حادثہ بڑے بڑے انقلابات میں سے ایک بڑا ہی انقلاب ہے اور غافل انسان کو غفلتوں کی پاداش سے سخت ڈرانے والا ہے، تو تم میں سے جو بڑھنا چاہے اُس کے لئے بڑھنا ہے اور جو پیچھے ہٹنا چاہے اُس کے لئے غافل رہ کر تباہ ہونا!

انتظارِ آخری فیصلہ:

پھر اگر تم اس لئے نہیں اُٹھتے تھے کہ جب تک زلزلے نہ آئیں گے، نہیں اُٹھو گے، اور جب تک آتش فشاں پہاڑ نہیں پھٹیں گے، آنکھ نہیں کھولو گے اور جب تک پہاڑوں کی چوٹیوں اور سمندروں کی موجوں کے اندر سے چیخ نہ اُٹھے گی کانوں کو نہیں کھولو گے، تو آہ! یہ کیا ہے کہ زلزلے بھی آچکے اور تم نے کروٹ نہ لی؟ آتش فشانیوں کی ہولناکیوں سے زمین چیخ اُٹھی، اس پر بھی تم خبردار نہ ہوئے؟ اب اور کس بات کے منتظر ہو اور کیا چاہتے ہو کہ آسمان پھٹ جائے، اور آفتاب کے پُرزے پُرزے ہو جائیں اور کرۂ ارضی دُھواں بن کر اُڑ جائے؟

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً؟ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا، فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰهُمْ o (۴۷:۱۸)

پھر کیا یہ لوگ آخری فیصلے کر دینے والی گھڑی کے منتظر ہیں کہ اچانک اُن پر آنازل ہو؟ سو اگر اس کا انتظار ہے تو اس کی نشانیاں تو آچکیں اور جب وہ گھڑی خود آجائے گی تو اُس وقت اُن کے لئے کیا ہوگا؟

جلالِ الٰہی کے لقاء کا انکار:

آفتاب کو ہمیشہ اُس کی کرنوں میں دیکھا جاتا ہے، اور دُھوئیں کو دیکھ کر مسافر پا لیتا ہے کہ آگ جل رہی ہے۔ اِسی طرح خدا کا جلال بھی ہمیشہ اپنی نشانیوں اور آیتوں کے اندر سے دیکھا گیا ہے، اور ہمیشہ اس نے اپنے آفتابِ جمال کی چمک بدلیوں کے نقاب میں دکھلائی ہے۔

پس وہ جو ہمیشہ آیا تھا اور جس نے ہمیشہ مغرور و غافل انسان کو ماننے اور قبول کر لینے کے لئے مجبور کر دیا تھا، آج بھی آ گیا اور آنکھیں رکھنے والوں کے لئے اُس نے اپنے چہرے پر سے اچانک نقاب اُلٹ دی۔ پھر اگر اب بھی تم نہیں دیکھتے اور اب بھی تم اُس کے آگے جُھکنے کے لئے نہیں گر جاتے، تو شاید تم مُنتظر ہو کہ وہ انسانوں کی طرح تمہارے سامنے آ کھڑا ہو جائے اور سورج کی کرنوں کے تخت پر بیٹھ کر آسمان سے اس طرح اُتر پڑے کہ تم اپنی اُنگلیوں سے ٹٹول کر اُس کو چھوؤ اور اپنے کانوں کو اُس کے منہ سے لگا دو کہ وہ آوازوں اور حرفوں کے اندر بول دے کہ میں خُداوندِ خُدائے قہار ہوں اور جیسا کہ ہمیشہ سے ہوں، اُسی طرح اب بھی موجود ہوں، مجھے مان لو اور مجھ سے انکار نہ کرو:

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَاo (۲۱:۲۵)

اور ان لوگوں نے کہ خدا کے لقاء کی امید نہیں رکھتے کہا: اور اگر جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہے تو کیوں نہیں ہم پر فرشتے اُتارے گئے اور کیوں نہ ایسا ہوا کہ ہمارا پروردگار آسمان سے اتر آتا اور ہم اُسے دیکھ لیتے؟

بُشارتِ سوختنی و دردناکی:

سو اگر واقعی اسی کے منتظر ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمہارا انتظار کبھی ختم نہ ہو گا، یہاں تک کہ خدا کی جگہ اس کا آخری عذاب اترے گا اور تم کو دردناکیوں اور سوختنیوں کی بُشارت دے گا:

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلاَئِكَةَ لاَ بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ (۲۲:۲۵)

جس دن اللہ کے فرشتے نظر آئیں گے تو اس دن مجرموں کے لئے کوئی بشارت نہ ہوگی کہ وہ صالحوں کی طرح اس کا انتظار کریں۔

ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے اور ہمیشہ اُس دن کے منتظر رہنے والوں نے اپنے انتظا ایسا ہی جواب پایا ہے:

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلاَّ مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ؟ قُلْ فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ○ (۱۰۲:۱۰)

کیا یہ لوگ بھی ویسے ہی دنوں کے منتظر ہیں جیسے اُن سے پہلی قوموں پر آ چکے ہیں؟ اگر ایسا ہی ہے تو کہہ دو کہ اچھا انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں!

نتائجِ غفلت شعاری:

آنکھیں دیکھنے کے لئے ہیں، کان سننے کے لئے ہیں اور دل پہلو میں رکھا گ ہے تا کہ تڑپے اور بیقرار ہو۔ لیکن وہ سب کچھ تمہارے لئے بیکار ہو گیا ہے جس آنکھ دیکھتی ہے اور وہ سب آوازیں بے اثر ہو گئیں جو کانوں سے سنائی دیتی ہیں او وہ تمام فکریں اور عبرتیں ڈوب گئی ہیں، جن سے دل تڑپتے اور روحیں بے قرار ہو ہیں۔ پس جو کچھ کیا جائے لا حاصل ہے اور جو کچھ کہا جائے بیکار ہے۔ آہ! تم غافل ہو، تم پر موت کا پنجہ چل گیا ہے، تم گمراہی کے قبضے میں آ گئے، تمہارے احساس ف ہو گئے اور تمہارے دل کی دانائی مٹ دی گئی!

کفالتِ نصیحت آموزی:

اگر ایسا نہ ہوتا تو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے، وہ ایسا تھا کہ اندھے بی ہو جاتے، لنگڑے چلنے لگتے، گونگوں کی چیخ سے دنیا ہل جاتی اور لولوں کے ہاتھ شیروں کے پنجوں کی طرح طاقتور ہو جاتے۔ آہ تمہاری غفلت سے بڑھ کر آج تک

دُنیا میں کوئی اچنبھے کی بات نہ ہوئی اور تمہاری نیند کی سنگینی کے آگے پتھروں کے دل چھوٹ گئے۔ آہ! تم ایسے نہ تھے، پھر تم اُن لوگوں کی طرح کیوں ہو گئے، جن کے لئے خدا کا رسول ﷺ ماتم کرتا تھا؟

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا، وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا، وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا، اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ۝ (۷:۱۷۹)

اُن کے پاس عقل ہے، مگر اُس سے سمجھ بُوجھ کا کام نہیں لیتے۔ آنکھیں ہیں، مگر دیکھتے نہیں، کان ہیں مگر سنتے نہیں۔ وہ (عقل وحواس کھو کر) چار پایوں کی طرح ہو گئے، بلکہ ان سے بھی زیادہ کھوئے ہوئے۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو سرتا سر غفلت میں ڈوب گئے!

معصیت کی ہلاکت آفرینی

عشق الٰہی سے انحراف:

آہ! کوئی نہیں، سب گمراہ ہو گئے، سب نکمے نکلے، سب غافل ہو گئے، سب پر نیند کی موت چھا گئی، سب نے ایک ہی طرح کی ہلاکت پی لی، سب ایک ہی طرح کی تباہیوں پر ٹوٹے، سب نے خُدا کو چھوڑ دیا، سب نے اُس کے عشق سے منہ موڑ لیا، سب نے اُس کے رشتہ کو بٹہ لگا دیا، سب غیروں کے ہو گئے، سب نے غیروں کی چوکھٹوں کی گرد چاٹی اور سب نے ایک ساتھ مل کر گندگیوں اور ناپاکیوں سے پیار کیا!

گمراہی اور ابلیس سے عاشقی:

آہ! سب نے عہد باندھا کہ ہم ایک ہی وقت میں گمراہ ہو جائیں گے اور سب نے قسم کھائی ہے کہ ہم ایک ہی وقت میں خدا کی پکار سے بھاگیں گے۔ آہ! سب اس

سے بھاگ گئے، سب نے اس سے غول در غول بن کر بے وفائی کی! کوئی نہیں جو ا
کے لئے روئے، کوئی نہیں جو اس کے عشق میں آہ و نالہ کرے! اُس کی محبت کی بستی
اُجڑ گئیں، اس کے عشق اور پیار کے گھرانے مٹ گئے، اُس کے گلہ کا کوئی رکھوالہ نہ
اور اُس کے کھیتوں کی حفاظت کے لئے کوئی آنکھ نہ جاگی! سب شیطان کے پیچھ
دوڑے، سب نے ابلیس کے ساتھ عاشقی کی اور سب نے بدکار عورتوں کی طرح ا
آشنائی کے لئے اسے پکارا!

ندامت و خجالت کی حس مفقود:

پھر اس پر قیامت یہ ہے کہ کسی کو ندامت نہیں، کسی کا سر شرمندگی سے نہیں جھکت
کسی کے گلے سے توبہ و انابت کی آواز نہیں نکلتی، کسی کی پیشانی میں سجدہ کے لئ
بیقراری نہیں، کوئی نہیں جو روٹھے ہوئے کو منانے کے لئے دوڑ جائے اور کوئی نہیں جو اپ
بدحالیوں اور ہلاکتوں پر پھوٹ پھوٹ کر آہ زاری کرے!

وَلَقَدْ اَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ (۷۶:۲۳)

ہم نے اُنہیں عذاب کی تکلیفوں میں مبتلا بھی کر دیا، پھر بھی اپنے خدا کے آگے جھکے اور ان میں شکستگی اور عاجزی پیدا نہ ہوئی۔

نشۂ غفلت کی سحر کاری:

آہ! میں کیا کروں اور کہاں جاؤں اور کس طرح تمہارے دلوں کے اندر اُتر
جاؤں اور یہ کس طرح ہو کہ تمہاری روحیں پلٹ جائیں اور تمہاری غفلت مر جائے؟ یہ کیا
ہو گیا ہے کہ تم پاگلوں سے بھی بدتر ہو گئے ہو اور شراب کے متوالے تم سے زیادہ عقلمند
ہیں۔ تم کیوں اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہو اور کیوں تمہاری عقلوں پر ایسا طاعون چھا گیا
ہے کہ سب کچھ کہتے اور سمجھتے ہو، پر نہ تو راست بازی کی راہ تمہارے آگے کھلتی ہے اور نہ
گمراہیوں کے نقشِ قدم چھوڑتے ہو:

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَاo (۴۷:۲۵)

کیا یہ لوگ قرآن کی آیتوں پر غور نہیں کرتے یا ایسا ہوا ہے کہ ان کے دلوں پر قفل چڑھ گئے ہیں!

کیا تم وہ ہو جن کے لئے کہا گیا ہے کہ:

وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اَکِنَّۃً اَنْ یَّفْقَھُوْہُ وَفِیْ اٰذَانِھِمْ وَقْرًاo (۱۷:۴۶)

اوران کے دلوں پر ہم نے پردے ڈال دئے ہیں کہ فکر کی آنکھ بے کار ہوگئی اوران کے کان بہرے ہو گئے ہیں!

قانونِ الٰہی اٹل ہے:

آہ! تم کو معلوم ہے کہ خدا کا قانون کبھی ٹوٹنے والا نہیں اوراس کی سنت اللہ کبھی انسانوں کی کسی بھیڑ کے لئے بدل نہ جائے گی۔ اُس کا یہ قانون ہے کہ آگ جلاتی ہے اور زہر کھانے سے آدمی مرجاتا ہے اوراسی طرح غفلت و معصیت ہلاکت لاتی ہے اور خدا کی نافرمانیوں سے عذابوں اور درناکیوں کا ظہور ہوتا ہے۔ ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے، اب بھی ایسا ہی ہو رہا ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا:

سُنَّۃَ اللّٰہِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًاo (۳۳:۶۲)

یہ اللہ کا قانون ہے جس کے مطابق تمام گزری ہوئی قوموں سے سلوک ہوا اوراللہ کے قانون میں تم کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے!

راہِ نجات

آخری بات:

پس میں آج سب کچھ چھوڑ کے تم سے ایک ہی آخری بات کہنی چاہتا ہوں او
یقین کرو کہ اس کے سوا جو کچھ کہا جاتا ہے، اگر وہ اس بات کے لئے نہیں کہا جاتا، تو سب
بیکار ہے اور اس میں تمہارے لئے کوئی برکت و امن نہیں۔ سو یاد رکھو اور ماننے کے لئ
جھک جاؤ کہ تمہاری زندگی کا ہر عمل بیکار ہے اور تمہارے فکروں کی ہر فکر گمراہی و ضلالت
ہے۔ تمہارے لئے صرف ایک ہی راہ نجات ہے اور بغیر اس کے کسی طرح چھٹکارا نہیں۔
سفرِ عمل کا پہلا قدم! تم جب تک اس پہلی منزل سے نہ گزرو گے، اُس وقت تک
خدا کا قہر تم پر سے ٹھنڈا نہ ہوگا، اور تم کبھی مراد اور خوشحالی نہ پاؤ گے۔ تمہارے سفرِ عمل ک
پہلا قدم یہ ہے کہ توبہ کرو، اپنی تمام قوتوں اور تمام طاقتوں کے ساتھ خدا کے آگے جھک
جاؤ، اس کی سرکشی اور بغاوت کو چھوڑ دو، اس کے عشق اور محبت کو اس قدر پیو کہ بدمست
ہو جاؤ اور اس کے آگے اس طرح گرو اور اس طرح روؤ اور اس قدر تڑپو کہ اُسے تم پر پیار
آ جائے اور وہ تمہیں پہلے کی طرح پھر اپنی گود میں اٹھا لے اور سب کچھ تمہی کو دے دے
جس طرح کہ سب کچھ تمہی کو اس نے بخش دیا تھا:

يَآاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ، وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ○ (٢٩:٨)

مُسلمانو! اگر تم اللہ سے ڈرنے والے ہو جاؤ، تو اللہ تمام دُنیا میں تمہارے
لئے ایک امتیاز اور سربلندی پیدا کر دے گا، نیز تمہاری تمام برائیوں کو دور کر
دے گا اور تمہیں بخش دے گا، تم اس کے آگے کیوں نہیں جھک جاتے؟ وہ تو
بڑا ہی فضل و کرم کرنے والا ہے۔

عبرت از مافات:

تم نے غفلت کو خوب آزمالیا، تم نے نافرمانیوں کی صدیوں تک کڑواہٹ چکھ لی، تم نے گناہ اور معصیت کے پھل سے اچھی طرح اپنے دامن بھر لئے۔ تم نے دیکھ لیا کہ ایک خدا کی چوکھٹ سے تم نے سرکشی کی اور کس طرح ساری دُنیا تم سے سرکش ہوگئی اور ایک اس کے روٹھنے سے کس طرح تمام دُنیا تم سے روٹھ گئی؟ پس مان جاؤ اور اب بھی باز آجاؤ، گناہوں کو آزما چکے، آؤ تقویٰ اور راست بازی کو بھی آزمالیں، سرکشیوں کو چکھ چکے، آؤ اطاعت کا بھی مزہ دیکھ لیں۔

مضٰی مامضٰی:

غیروں سے رشتہ جوڑ کر تجربہ کر چکے، آؤ اُسی ایک سے پھر کیوں نہ جڑ جائیں، جس سے کٹ کر ذلتوں اور خواریوں، ٹھوکروں اور راندگیوں کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہ آیا:

اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَی اللّٰہِ وَیَسْتَغْفِرُوْنَہٗ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌO (۵:۷۴)

پھر کیا ہے کہ اب بھی تم اللہ کے آگے نہیں جھکتے اور توبہ واستغفار نہیں کرتے،

حالانکہ اللہ تو بڑا ہی بخش دینے والا اور بڑا ہی رحمت فرما ہے!

حقائقِ معبودیّت

اسباب وذرائع کشش:

تمہارے خدا نے تمہارے ساتھ کون سی برائی کی تھی کہ تم نے اُسے چھوڑ دیا اور اُسے چھوڑ کے کونسی دولت ونعمت ہے، جو تمہیں ہاتھ آگئی؟ خدا سے بڑھ کے وہ اور کون حسین ہے، جس کے حسن نے تم کو خدا سے چھین لیا اور اس سے بڑھ کر کس کے پاس محبت اور پیار ہے، جس کی زنجیریں تمہارے پاؤں میں پڑ گئیں؟ تم غیروں کے پاس جاتے ہو تاکہ ٹھوکریں کھاؤ، پر خدا کے پاس نہیں دوڑتے تاکہ وہ تمہیں پیار کرے؟

کمالِ الوہیتِ الٰہی:

اگر تم محبت کے بھوکے ہو تو ''الرحمٰن الرحیم،، سے بڑھ کر اور کون ہے جس کے عشق میں اسے چھوڑ رہے ہو؟ اور تم رزق کے بھوکے ہو تو ''رب العالمین،، سے بڑھ کر اور کون ہے جس کے خزانوں کے لالچ نے تم کو متوالا کر دیا ہے؟ اگر تم اپنی محنت کی مزدوری مانگتے ہو تو ''مالک یوم الدین،، سے بڑھ کر اور کون مل گیا ہے جو تمہیں بدلہ دے گا۔ فآہ؟ آہ، تم آہ، علیٰ مافرطتم فی جنب اللہ!

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِہَۃً ؟ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ ۝ (۲۴:۲۱)

پھر کیا ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ دیا کہ دوسروں کو اپنا معبود بنالیا ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو اُن سے کہو کہ اپنی دلیل پیش کریں کہ وہ کون سی حقیقت ہے جس نے اُن کی نظروں میں دوسروں کو معبود بنا دیا ہے؟

احتیاج انسانی کا کمال:

پھر کیا تم بالکل اس سے بے نیاز ہو گئے ہو اور اب تمہیں خدا کے آگے جھکنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی؟ کیا تم کبھی بیمار نہیں پڑو گے جبکہ طبیب مایوسی کا پیغام دے گا؟ اور عزیز و اقربا دیکھ کر ناامیدی سے روئیں گے اور کیا اُس وقت تمہیں خُدا کو پکارنے اور ہر طرف سے مایوس ہو کر اسی سے راحت اور سکھ مانگنے کی ضرورت نہ ہو گی؟

کَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ ۝ وَقِیْلَ مَنْ رَاقٍ ۝ وَّظَنَّ اَنَّہُ الْفِرَاقُ ۝ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝ اِلٰی رَبِّکَ یَوْمَئِذِنِ الْمَسَاقُ ۝ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی ۝ وَلٰکِنْ کَذَّبَ وَ تَوَلّٰی ۝ (۷۵:۲۶-۳۲)

ہاں، جب وہ گھڑی آئے کہ جان بدن سے کھینچ کر گردن کی ہنسلی تک آ پہنچے اور دیکھنے والے بول اٹھیں کہ اس کا علاج کرنے والا کون ہے؟ اور بیمار خیال کر لے کہ اب کوچ کا وقت آ گیا ہے اور اس کے درد اور بے چینی کا یہ

عالم ہو کہ ایک پنڈلی دوسری پنڈلی پر ٹپکنے لگے، سو یہ وہ وقت ہوگا کہ اللہ ہی کی طرف انسان کا کوچ ہوگا۔

پھر بتلاؤ کہ اس وقت اس بد بخت کا کیا حال ہوگا جس نے نہ تو کبھی خدا کے حکم کو مانا اور نہ کبھی اس کے آگے عبادت کے لئے جھکا، بلکہ ہمیشہ سچائیوں کو جھٹلایا اور حکموں سے منہ موڑا!

کُفرانِ نعمت

بے جا مصرف:

اگر تم کو آنکھیں دی گئی تھیں، تو اس لئے تا کہ تم اُس کو دیکھو۔ اگر تم کو دل دیا گیا تھا تو اس لئے تا کہ صرف اُسی کو پیار کرو، اگر تم کو آنسو دیئے گئے تھے اس لئے تا کہ صرف اُسی کی یاد میں بہاؤ اور اگر تمہاری پیشانی بلند کی گئی تھی تو اسی لئے تا کہ اُس کے آگے جھکاؤ۔ پر آہ! تمہاری زبانیں اُس کی حمد کے زمزموں سے محروم ہوگئیں، تمہارے دل اس کی محبت کے نہ ہونے سے اُجڑ گئے، تمہاری روحوں میں اس کی چاہت کی جگہ غیروں کی چاہتیں بھر گئیں، تمہارے قدم اس کی طرف بڑھنے سے بوجھل ہو گئے اور تمہاری آنکھوں میں اُس کے عشق کے درد وغم کے لئے ایک قطرۂ اشک بھی نہ رہا!

مغزِ عمل کا فُقدان!

تمہاری مسجدیں تڑپ رہی ہیں کہ راست بازوں کی تڑپتی ہوئی اور مضطرب نمازیں اُن کو نصیب ہوں، مگر حیوانوں اور چارپایوں کے کھڑے رہنے اور اوندھے ہو جانے کے سوا وہاں اور کچھ نہیں ہوتا۔ حالانکہ تمہارا خُدا تمہارے کھڑے رہنے اور اوندھے گر پڑنے کا بھُوکا نہیں اور اگر صرف پاؤں کو کھڑا رکھنا ہی عبادت ہوتا تو جنگل کے دُرختوں سے زیادہ تم کھڑے نہیں رہ سکتے:

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۝ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ ۝

(۱۰۷:۴-۵)

اُن نمازوں پر افسوس ہے جنہیں یہ خبر نہیں کہ ہم اپنی نماز میں کیا کرتے ہیں!

وَاِذَا قَامُوْآ اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی، یُرَآئُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلاً ۝ (۴:۱۴۲)

اور جب نماز گزارنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں، محض لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھتے ہیں اور اللہ کا ذکر نہیں کرتے، مگر برائے نام۔

کارسازِ حقیقی کی بے نیازی

انتباہ: بہت ہو چکا، اب بھی چھوڑ دو، آہ! بہت سو چکے، اب بھی چونک اُٹھو، بہت گم ہو چکے اب بھی اپنے آپ کو کو پالو، خُدا نے تم کو وہ مُہلت دی ہے، جس سے بڑھ کر آج تک زمین کی کسی مخلوق کو بھی مہلت نہ دی گئی، پھر نہ ہو کہ وہ تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے اور تمہاری جگہ کسی اور کو اپنی چاہتوں کی شہنشاہی اور محبت کا تاج وتخت دیدے جیسا کہ اُس نے ہمیشہ کیا ہے:

وَرَبُّکَ الْغَنِیُّ ذُوالرَّحْمَۃِ اِنْ یَّشَا یُذْھِبْکُمْ وَیَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِ کُمْ مَا یَشَآءُ کَمَآ اَنْشَاَ کُمْ مِّنْ ذُرِّیَّۃِ قَوْمٍ اٰخَرِیْنَ ۝ (۶:۱۳۳)

اور تمہارا پروردگار بے پرواہ اور فیاض ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے گا اور تمہارے بعد کسی دوسری جماعت کو کھڑا کر دیگا جس طرح کہ خود تم کو دوسروں میں سے اُس نے مُنتخب کیا تھا!

اللہ غنی ہے، محتاج نہیں:

اگر تم کو اپنا مال و متاع خُدا سے زیادہ محبوب ہے کہ اُسے نہ دو گے اور اپنی

جانوں کو اُس کی محبت سے زیادہ پیارا سمجھتے ہو کہ اُس کے لئے دکھ میں نہ ڈالو گے اور اگر تمہارے دلوں کی آہیں، تمہارے جگر کی ٹیس اور تمہاری آنکھوں کے آنسو اب اُس کے لئے نہیں رہے ہیں بلکہ دُوسروں کا مال ہو گئے ہیں، تو یقین کرو کہ وہ بھی تمہارا احتاج نہیں ہے اور اُس کی کائنات انسانوں سے بھری پڑی ہے۔

اعلائے کلمۃ اللہ کی سعادت:

وہ اگر چاہے گا تو اپنے کلمۂ حق کی خدمت کے لئے درختوں کو چلا دے گا، پہاڑوں کو مُتحرک کر دے گا، کنکروں اور خاک کے ذرّوں کے اندر سے صدائیں اُٹھنے لگیں گی، پر وہ فاسق اور نافرمان انسانوں سے کبھی بھی کام نہ لے گا اور اپنے پاک کام کی عزت کو ناپاکیوں کی گندگی سے کبھی آلودہ نہ ہونے دے گا اور پھر تم مانو یا نہ مانو، مگر میں نے سچ سچ دیکھا کہ جب تمہارے اندر سے اُس کی پکار کو جواب نہ ملا تو وہ دوسروں کو پیار اور محبت کے ہاتھوں سے اشارہ کر رہا ہے:

يَآاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ، يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ، ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ، وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ٥ (۵:۵۴)

اے مسلمانو! تم میں سے جو شخص دینِ حق کی راہ سے پھر جائے گا، سو اُسے یقین کرنا چاہیے کہ خدا اپنے کلمۂ حق کے لئے اُس کا محتاج نہیں ہے۔ قریب ہے کہ وہ ایک دوسری قوم کو نمایاں کرے جو اللہ کو چاہنے والی ہو گی اور اللہ اُسے پیار کرے گا۔ وہ مومنوں کے آگے نہایت عاجز و نرم ہوں گے پر دُشمنانِ حق کے لئے نہایت مغرور و سرکش، اللہ کی راہ میں بے خوف مجاہد ہوں گے اور کسی الزام دینے والے کے الزام کی پرواہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ کا بڑا ہی فضل ہے جس کو چاہے اپنے فضل کے لئے چن لے، وہ اپنے فضل میں بڑی ہی وسعت رکھنے والا اور سب کا حال جاننے والا ہے۔

اِنِ الحُکمُ اِلا للہ

لوگ دنیا میں سینکڑوں قوتوں کے محکوم ہیں ۔ماں باپ کے محکوم ہیں ۔ دوست واحباب کے محکوم ہیں ۔استاد اور مرشد کے محکوم ہیں ۔امیروں، حاکموں اور بادشاہوں کے محکوم ہیں ۔اگرچہ وہ دنیا میں بغیر کسی زنجیر اور بیڑی کے آئے تھے ۔مگر دنیا نے ان کے پاؤں میں بہت سی بیڑیاں ڈال دی ہیں۔

لیکن مومن و مسلم ہستی وہ ہے۔ جو صرف ایک ہی کی محکوم ہے۔اس کے گلے میں محکومی کی ایک بوجھل زنجیر ضرور ہے پر مختلف سمتوں میں کھینچنے والی بہت سی ہلکی زنجیریں نہیں ہیں ۔ وہ ماں باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا ہے کیونکہ اس کے ہی حاکم نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے وہ دوستوں سے محبت رکھتا ہے کیونکہ اسے رفیقوں اور ساتھیوں کے ساتھ سچے برتاؤ کی تلقین کی گئی ہے۔وہ اپنے ہر بزرگ اور ہر بڑے کا ادب ملحوظ رکھتا ہے کیونکہ اس کے ادب آموز حقیقی نے اسے ایسا ہی بتلایا ہے۔وہ بادشاہوں اور حاکموں کا حکم بھی ماننا ہے۔کیونکہ حاکموں کے ایسے حکموں کے ماننے سے اسے نہیں روکا گیا ہے۔جو اس کے حاکم حقیقی کے حکموں کے خلاف نہ ہوں ۔وہ دنیا کے ایسے بادشاہوں کی اطاعت بھی کرتا ہے جو اس کی آسمانی بادشاہت کی اطاعت کرتے ہیں ۔کیونکہ اسے تعلیم دی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ ایسا ہی کرے۔لیکن یہ سب کچھ جو وہ کرتا ہے،تو اس لیے نہیں کرتا کہ ان سب کے اندر کوئی حکم ماننا اور ان کو جھکنے کی جگہ سمجھتا ہے، بلکہ صرف اس لیے کہ اطاعت ایک ہی کے لیے ہے اور حکم صرف ایک ہی کا ہے۔جب اس ایک ہی حکم دینے والے نے

ان سب باتوں کا حکم دے دیا، تو ضرور ہے، کہ خدا کے لیے ان سب بندوں کو بھی مانا جائے اور اللہ کی اطاعت کی خاطر وہ اس کے بندوں کا بھی مطیع ہو جائے۔

پس فی الحقیقت دنیا میں ہر انسان کے لیے بے شمار حاکم اور بہت سی جھکانے والی قوتیں ہیں۔ لیکن مومن کے لیے صرف ایک ہی ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں، وہ صرف اسی کے آگے جھکتا ہے اور صرف اسی کو مانتا ہے۔ اس کی اطاعت کا حق ایک ہی کو ہے، اس کی پیشانی کے جھکنے کی چوکھٹ ایک ہی ہے اور اس کے دل کی خریداری کے لیے بھی ایک ہی خریدار ہے۔ وہ اگر دنیا میں کسی دوسری ہستی کی اطاعت کرتا بھی ہے تو صرف اسی ایک کے لیے۔ اس لیے اس کی بہت سی اطاعتیں بھی اس ایک ہی اطاعت میں شامل ہو جاتی ہے:

مقصود ما ز دیر و حرم جز حبیب نیست
ہر جا کنیم سجدہ بداں آستاں رسد

حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے میں اپنے ساتھیوں سے کیا پوچھا تھا؟

ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (۳۹:۱۲)

بہت سے معبود بنا لینا بہتر ہے یا ایک ہی قہار و مقتدر خدا کو پوجنا؟

یہی وہ خلاصۂ ایمان و اسلام ہے۔ جس کی ہر مومن و مسلم کو قرآن نے تعلیم دی ہے:

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ، اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ. ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (۴۰:۱۲)

تمام جہان میں اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ جس کی حکومت ہو۔ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اس کے سوا اور کسی کو نہ پوجیں اور نہ کسی کو اپنا معبود بنائیں۔ یہی "دین قیم" ہے۔ جس کی پیروی کا حکم دیا گیا۔

حدیث صحیح میں فرمایا ہے:

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ: (بخاری و مسلم)

جس بات کے ماننے میں خدا کی نافرمانی ہو اس میں کسی بندے کی فرمانبرداری نہ کرو۔

اسلام نے یہ کہہ کر فی الحقیقت ان تمام ماسوائے اللہ اطاعتوں اور فرمانبرداریوں کی بندشوں سے مومنوں کو آزاد و حر کامل کر دیا۔ جن کی بیڑیوں سے تمام انسانوں کے پاؤں بوجھل ہو رہے تھے اور اس ایک ہی جملہ میں انسانی اطاعت اور پیروی کی حقیقت اس وسعت اور احاطہ کے ساتھ سمجھا دی کہ اس کے بعد اور کچھ باقی نہ رہا۔ یہی ہے جو اسلامی زندگی کا دستور العمل ہے اور یہی ہے جو مومن کے تمام اعمال و اعتقادات کی ایک مکمل تصویر ہے۔ اس تعلیم الٰہی نے بتلا دیا ہے کہ جتنی اطاعتیں، جتنی فرمانبرداریاں، جتنی وفاداریاں اور جس قدر بھی تسلیم و اعتراف ہے صرف اسی وقت تک کے لیے ہے، جب تک کہ بندے کی بات ماننے سے خدا کی بات نہ جاتی ہو اور دنیا والوں کے وفادار بننے سے خدا کی حکومت کے آگے بغاوت نہ ہوتی ہو، لیکن اگر کبھی ایسی صورت پیش آ جائے، کہ اللہ اور اس کے بندوں کے احکام میں مقابلہ آ پڑے، تو پھر تمام اطاعتوں کا خاتمہ، تمام عہدوں اور شرطوں کی شکست، تمام رشتوں اور ناطوں کا انقطاع اور تمام دوستیوں اور محبتوں کا اختتام ہے۔ اس وقت نہ تو حاکم، حاکم ہے۔ نہ بادشاہ، بادشاہ۔ نہ باپ، باپ ہے۔ نہ بھائی، بھائی۔ سب کے آگے تمرد۔ سب کے ساتھ انکار۔ سب کے سامنے سر کشی، سب کے ساتھ بغاوت۔ پہلے جس قدر نرمی تھی، اتنی ہی اب سختی چاہیے جس قدر اعتراف تھا، اتنا ہی اب تمرد چاہیے، پہلے جس قدر فرمانبرداری تھی اتنی ہی اب نافرمانی مطلوب ہے۔ پہلے جس قدر جھکاؤ تھا، اتنا ہی اب غرور ہو۔ کیونکہ رشتے کٹ گئے اور عہد توڑ ڈالے گئے رشتہ دراصل ایک ہی تھا اور یہ سب رشتے اسی ایک رشتے کی خاطر تھے۔ حکم ایک ہی کا تھا اور یہ سب اطاعتیں اسی ایک اطاعت کے لیے تھیں۔ جب ان کے ماننے میں اس سے انکار اور ان کی وفاداری میں اس سے بغاوت ہونے لگی، تو جس کے حکم سے رشتہ جوڑا تھا۔ اسی کی تلوار نے کاٹ بھی دیا اور جس کے ہاتھ نے ملایا تھا، اسی کے ہاتھ نے الگ بھی کر دیا کہ:

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِی مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ!

سرور کائنات اور سید المرسلین ﷺ سے بڑھ کر مسلمانوں کا کون آقا ہو سکتا ہے؟ لیکن خود آپ ﷺ نے بھی عقبہ میں انصار سے بیعت لی تو فرمایا کہ: "والطاعة فی معروف،، میری اطاعت تم پر اسی وقت تک کے لیے واجب ہے۔ جب تک کہ میں تم کو نیکی کا حکم دوں۔ جب اس شہنشاہ کونین کی اطاعت مسلمانوں پر نیکی و معروف کے ساتھ مشروط ہے تو پھر دنیا میں کون بادشاہ، کون سی حکومت، کون سے پیشوا، کون سے رہنما اور کون سی قوتیں ایسی ہو سکتی ہیں۔ جن کی اطاعت ظلم و عدوان کے بعد بھی ہمارے لیے باقی رہے؟

آدم کی اولاد، دو کی محکوم نہیں ہو سکتی۔ وہ ایک سے ملے گی، دوسرے کو چھوڑے گی، ایک سے جوڑے گی، دوسرے سے کٹے گی۔ پھر خدارا مجھے بتلاؤ کہ ایک مومن کس کو چھوڑیگا اور کس سے ملے گا؟ ایک ملک کے دو بادشاہ نہیں ہو سکتے، ایک باقی رہے گا۔ ایک کو چھوڑنا پڑے گا۔ پھر مجھے بتلاؤ کہ مومن کی اقلیم دل کس کی بادشاہت قبول کرے گی؟ کیا وہ اس سے ملے گا جس کی حالت یہ ہے کہ:

وَ يَقْطَعُونَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ (۲:۲۷)

خدا نے جس کو جوڑنے اور ملانے کا حکم دیا ہے وہ اسے توڑتے اور جدا کرتے ہیں!

کیا اس کی بادشاہت قبول کرے گا۔ جس کی حالت کی تصویر یہ ہے؟

وَ يُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (۲:۲۷)

وہ دنیا میں فتنہ و فساد پھیلاتے ہیں اور انجام کار وہی ناکام و نامراد رہیں گے۔

اور کیا اس کی بادشاہت سے گردن موڑ لے گا جو پکارتا ہے کہ:

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ (۸۲:۶)

اے غافل انسان! کیا جس کے گھمنڈ نے تجھے اپنے مہربان اور پیار کرنے والے آقا سے سرکش بنا دیا ہے؟

مگر آہ! یہ کیسے ہوسکتا ہے:۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ج ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (۲:۲۸)

تم اس شہنشاہ حقیقی کی حکومت سے کیونکر انکار کرو گے۔ جس نے تمہیں اس وقت زندہ کیا جب کہ تم مردہ تھے، وہ تم پر پھر موت طاری کرے گا۔ اس کے بعد دوبارہ زندگی بخشے گا۔ پھر تم سب اسی کے پاس بلالیے جاؤ گے۔

دنیا اور اس کی بادشاہیاں فانی ہیں۔ ان کے جبروت و جلال کو ایک دن مٹنا ہے۔ خدائے منتقم و قہار کے بھیجے ہوئے فرشتہ ہائے عذاب انقلاب و تغیرات کے حربے لے کر اترنے والے ہیں۔ ان کے قلعے مسمار ہو جائیں گے۔ ان کی تلواریں کند ہو جائیں گی۔ ان کی فوجیں ہلاک ہوں گی۔ ان کی توپیں ان کو پناہ نہ دیں گی۔ ان کے خزانے ان کے کام نہ آئیں گے ان کی طاقتیں نیست و نابود کر دی جائیں گی۔ ان کا تاج غرور ان کے سر سے اتر جائے گا۔ ان کا تخت جلال وعظمت واژگوں نظر آئے گا:

وَ يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا. اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ن الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ وَ كَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِيْنَ عَسِيْرًا (۲۵:۲۵۔۲۶)

اور جس دن آسمان ایک بادل کے ٹکڑے پر سے پھٹ جائے گا اور اس بادل کے اندر سے فرشتے جوق جوق اتارے جائیں گے اس دن کسی کی بادشاہت باقی نہ رہے گی صرف خدائے رحمٰن ہی کی حکومت ہوگی اور یاد رکھو کہ وہ دن انکار کرنے والوں کے لیے بہت ہی سخت ہوگا۔

پھر اس دن جب کہ رب الافواج اپنے ہزاراں ہزار قدسیوں کے ساتھ نمودار ہو گا اور مَلَكُوْتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا نقیب پکارے گا:

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (۴۰:۱۶)

آج کے دن کس کی بادشاہی ہے؟ کسی کی نہیں صرف خدائے واحد و قہار کی۔

تو اس وقت کیا عالم ہوگا۔ ان انسانوں کا جنہوں نے بادشاہ ارض و سماء کو چھوڑ کر مٹی کے تودوں کو اپنا بادشاہ بنا لیا ہے اور ان کے حکموں کی اطاعت کو خدا کے حکموں کی اطاعت پر ترجیح دیتے ہیں؟ آہ اس دن وہ کہاں جائیں گے۔ جنہوں نے انسانوں سے صلح کرنے کے لیے خدا سے جنگ کی اور اپنے اس ایک ہی آقا کو ہمیشہ اپنے سے روٹھا ہوا رکھا؟ وہ پکاریں گے پر جواب نہ دیا جائے گا۔ وہ فریاد کریں گے پر سنی نہ جاوے گی۔ وہ توبہ کریں گے پر قبول نہ ہوگی۔ وہ نادم ہوں گے پر ندامت کام نہ دے گی۔

اے انسان! اس دن کے لیے تجھ پر افسوس ہے۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ وَ قِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَاءَ كُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ۔

ان سے کہا جائے گا کہ اب اپنے ان خداوندوں اور حاکموں کو پکارو۔ جن کو تم خدا کی طرح مانتے تھے اور خدا کی طرح ان سے ڈرتے تھے وہ پکاریں گے پر کچھ جواب نہ پائیں گے۔

پس وہ معلم الٰہی، وہ داعی ربانی، وہ مبشر و منذر، وہ رحمۃ للعالمین، وہ محبوب رب العالمین، وہ سلطان کونین آگے بڑھے گا اور حضور خداوندی میں عرض کرے گا:

وَ قَالَ الرَّسُوْلُ : . يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِى اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا

(۲۵:۳۰)

اے پروردگار۔ افسوس ہے کہ میری امت نے قرآن کی ہدایتوں اور تعلیموں پر عمل نہ کیا اور اس سے اپنا رشتہ کاٹ لیا۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے جو وہ آج بھگت رہے ہیں۔

اَللّٰهُم صَلِّ وَ سَلِّم عليه وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحبِهٖ وَ اتباعهٖ اِلٰى يَوم الدِّين !

پس سفر سے پہلے زادِ راہ کی فکر کرلو! اور طوفان سے پہلے کشتی بنالو۔ کیوں کہ سفر نزدیک ہے اور طوفان کے آثار ظاہر ہو گئے ہیں جن کے پاس زادِ راہ نہ ہوگا وہ

بھوکے مریں گے اور جن کے پاس کشتی نہ ہو گی وہ سیلاب میں غرق ہو جائیں گ
جب تم دیکھتے ہو کہ مطلع غبار آلود ہوا اور دن کی روشنی بدلیوں میں چھپ گئی تو تم
ہو کہ برق و باراں کا وقت آ گیا۔ پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ دنیا کی امن و سلامتی کا م
غبار آلود ہو رہا ہے۔ دین الٰہی کی روشنی ظلمت کفر و طغیان میں چھپ رہی ہے، مگ
یقین نہیں کرتے کہ موسم بدلنے والا ہے اور تیار نہیں ہوتے کہ انسانی بادشاہتوں
کٹ کر خدا کی بادشاہت کے مطیع ہو جاؤ؟ کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا کے تخت جلال
منادی پھر بلند ہو اور اس کی زمین صرف اسی کے لیے ہو جائے۔ حَتّٰی لَا تَکُوْ
فِتْنَۃٌ وَ یَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ۔ (۳۹:۸)

آہ! ہم بہت سو چکے اور غفلت و سرشاری کی انتہا ہو چکی۔ ہم نے اپنے خالق
ہمیشہ غرور کیا، لیکن مخلوقوں کے سامنے کبھی بھی فروتنی سے نہ شرمائے۔ ہمارا وصف یہ بتلایا گ
تھا کہ:

اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ (۵:۵۴)

مومنوں کے ساتھ نہایت عاجز و نرم مگر کافروں کے مقابلہ میں نہایت
مغرور و سخت۔

ہمارے اسلاف کرام کی یہ تعریف کی گئی تھی کہ:۔

اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (۲۹:۴۸)

دشمنان حق کے لیے نہایت سخت ہیں پر آپس میں نہایت رحم والے اور مہربان!

پر ہم نے اپنی تمام خوبیاں گنوا دیں اور دنیا کی مغضوب قوموں کی تمام
برائیاں سیکھ لیں۔ ہم اپنوں کے آگے سرکش ہو گئے اور غیروں کے سامنے ذلت
سے جھکنے لگے۔ ہم نے اپنے پروردگار کے آگے دست سوال نہیں بڑھایا، لیکن
بندوں کے دستر خوان کے گرے ہوئے ٹکڑے چننے لگے، ہم نے شہنشاہ ارض و س
کی خداوندی سے نافرمانی کی، مگر زمین کے چند جزیروں کے مالکوں کو اپنا
خداوند سمجھ لیا۔ ہم پورے دن میں ایک بار بھی خدا کا نام ہیبت اور خوف کے

ساتھ نہیں لیتے، پر سینکڑوں مرتبہ اپنے غیر مسلم حاکموں کے تصور سے لرزتے اور کانپتے رہتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ • الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ • فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ • كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ • وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ • كِرَامًا كَاتِبِينَ • يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ • إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ • وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ • يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ • وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ • وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ • ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ • (۸۲:۶-۱۹)

اے سرکش انسان! کس چیز نے تجھے اپنے مہربان اور محبت کرنے والے پروردگار کی جناب میں گستاخ بنایا ہے؟ وہ کہ اس نے تجھے پیدا کیا، تیری ساخت درست کی، تیری خلقت کو اعتدال بخشا اور جس صورت میں چاہا تیری شکل کی ترکیب کی، پھر یہ کس کی وفاداری ہے؟ جس نے تجھے اس سے باغی بنا دیا ہے؟ نہیں اصل یہ ہے کہ تمہیں اس کی حکومت کا یقین ہی نہیں، حالانکہ تم پر اس کی طرف سے ایسے بزرگ نگران کار متعین ہیں جو تمہارے اعمال کا ہر آن احتساب کرتے رہتے ہیں اور تمہارا کوئی فعل بھی ان کی نظر سے مخفی نہیں، یاد رکھو کہ ہم نے ناکامی اور کامیابی کی ایک تقسیم کر دی ہے۔ خدا کے اطاعت گذار بندے عزت و مراد اور فتح و کامرانی کے عیش و نشاط میں رہیں گے اور بدکار و نافرمان خدا کی بادشاہی کے دن نامرادی و ہلاکت کے عذاب میں مبتلا ہوں گے جس سے کبھی نہ نکل سکیں گے۔ یہ خدا کی بادشاہی کا دن کیا ہے؟ وہ دن جس میں کوئی کسی کے لیے کچھ نہ کر سکے گا اور صرف خدا ہی کی اس دن حکومت ہوگی۔

اس سے پہلے کہ خدا کی بادشاہی کا دن نزدیک آئے کیا بہتر نہیں کہ اس کے لیے ہم اپنے تئیں تیار کرلیں؟ تاکہ جب اس کا مقدس دن آئے تو ہم یہ کہہ کر نہ نکال دیے جائیں، کہ تم نے غیروں کی حکومت کے آگے خدا کی حکومت کو بھلا دیا تھا، جاؤ کہ آج خدا کی بادشاہت میں بھی تم بالکل بھلا دئے گئے ہو: لا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ (۲۲:۲۵)۔

وَ قِیْلَ الْیَوْمَ نَنْسٰکُمْ کَمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا وَ مَاْوٰىکُمُ النَّارُ وَ مَا لَکُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ • ذٰلِکُمْ بِاَنَّکُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّ غَرَّتْکُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فَالْیَوْمَ لَا یُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَ لَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ • (۴۵:۳۴-۳۵)

اور اس وقت اس سب سے کہا جائے گا کہ جس طرح تم نے اس دن کی حکومت الٰہی کو بھلا دیا تھا آج ہم بھی تم کو بھلا دیں گے۔ تمہارا ٹھکانہ آگ کے شعلے ہیں اور کوئی نہیں جو تمہارا مددگار ہو، یہ اس کی سزا ہے کہ تم نے خدا کی آیتوں کی ہنسی اڑائی اور دنیا کی زندگی اور اس کے کاموں نے تمہیں دھوکے میں ڈالے رکھا۔ پس آج نہ تو عذاب سے تم نکالے جاؤ گے اور نہ ہی تمہیں اس کا موقع ملے گا کہ توبہ واستغفار کر کے خدا کو منالو، کیونکہ اس کا وقت تم نے کھو دیا!

آج خدا کی حکومت اور انسانی بادشاہتوں میں ایک سخت جنگ بپا ہے۔ شیطان کا تخت زمین کے سب سے بڑے حصے پر بچھا دیا گیا ہے۔ اس کے گھرانے کی وراثت اس کے پوجنے والوں میں تقسیم کر دی گئی ہے۔ یہ شیطانی بادشاہتیں چاہتی ہیں کہ خدا کی حکومت کو نیست و نابود کر دیں۔ ان کی داہنی جانب دنیوی لذتوں اور عزتوں کی ایک سبا حرانہ جنت ہے اور بائیں جانب جسمانی تکلیفوں اور عقوبتوں کی ایک دکھائی دینے والی جہنم بھڑک رہی ہے۔ جو فرزند آدم خدا کی بادشاہت سے انکار کرتا ہے۔ یہ دجال کفر و ظلمت اس پر اپنی جادو کی جنت کا دروازہ کھول دیتے ہیں کہ حق پرستوں کی نظر میں فی الحقیقت خدا

کی لعنت اور پھٹکار کی جہنم ہے: لٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ، لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّ لَا
شَرَابًا (۷۸:۲۳۔۲۴) اور جو خدا کی بادشاہت کا اقرار کرتے ہیں۔ ان کو اپنی ابلیسی
عقوبتوں اور جسمانی سزاؤں کی جہنم میں دھکیل دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: حَرِّقُوْهُ وَ
انْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ (۲۱:۶۸) مگر فی الحقیقت سچائی کے عاشقوں اور راست بازی کے
پرستاروں کے لیے وہ جہنم، جہنم نہیں ہے۔ لذتوں اور راحتوں کی ایک جنت النعیم ہے۔
کیونکہ ان کے زبان ایمان وایقان کی صدا یہ ہے کہ:

فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ، اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۰ اِنَّآ
اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا (۲۰:۷۲۔۷۳)

اے دنیوی سزاؤں کی طاقت پر مغرور ہونے والے بادشاہ تو جو کچھ کرنے والا ہے
کر گزر! تو صرف دنیا کی اس زندگی اور گوشت اور خون کے جسم ہی پر حکم چلا سکتا
ہے پس چلا دیکھ! ہم تو اپنے پروردگار پر ایمان لا چکے ہیں۔ تاکہ ہماری خطاؤں کو
معاف کرے تیری دنیاوی سزائیں ہمیں اس کی راہ سے باز نہیں رکھ سکتیں۔

جب کہ یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور زمین کے ایک خاص ٹکڑے ہی میں نہیں
بلکہ اس کے ہر گوشے میں آج یہی مقابلہ جاری ہے تو بتلاؤ پرستاران دین حقیقی ان
دجاجلۂ کفر و شیطنت اور اس حکومت و امر الٰہی میں سے کس کا ساتھ دیں گے؟ کیا
ان کو اس آگ کے شعلوں کا ڈر ہے جو دجال کی حکومت اپنے ساتھ ساتھ سلگاتی
آتی ہے، لیکن کیا ان کو معلوم نہیں کہ ان کا مورث اعلیٰ کون تھا؟ دین حنیف کے
اوّلین داعی نے بابل کی ایک ایسی ہی سرکش حکومت کے مقابلے میں خدا کی حکومت
کو ترجیح دی اور اسے آگ میں ڈالنے کے لیے شعلے بھڑکائے گئے، پر اس کی نظر
میں ہلاکت کے وہ شعلے گلزار بہشت کے شگفتہ پھول تھے: قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ
سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ (۲۱:۶۹)

کیا ان کے دل میں دنیوی لذتوں اور عزتوں کی اس جھوٹی جنت کی طمع پیدا ہو گئی
ہے۔ جس کے فریب باطل سے یہ جنود شیطانی انسانی روح کو فتنہ میں ڈالنا چاہتی ہے؟ اگر

ایسا ہے تو کیا انہیں خبر نہیں کہ مصر کا بادشاہ حکومت الٰہی کا منکر ہو کر اپنی عظیم الشان گا
اور بڑی بڑی رتھوں سے اور اس ملک سے جس پر اسے ''رب اعلیٰ،، ہونے کا گھمن
کتنے دن متمتع ہو سکا؟

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلاَ فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعاً يَّسْتَضْعِفُ،
طَائِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَ هُمْ وَ يَسْتَحْيِ نِسَآءَ هُمْ ط اِنَّه' كَانَ مِنَ
الْمُفْسِدِيْنَ • و نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی
الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ • وَنُمَكِّنَ لَهُمْ
فِی الْاَرْضِ وَ نُرِیَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَ هُمَا مِنْهُمْ مَّا
كَانُوْ يَحْذَرُوْنَ (۲۸:۴_۶)

فرعون ارض مصر میں بہت ہی بڑھ چڑھ نکلا تھا۔ اس نے ملک کے باشندوں میں تفریق کر کے الگ الگ گروہ قرار دے رکھے تھے ان میں سے ایک گروہ نے بنی اسرائیل کو اس قدر کمزور اور بے بس سمجھ رکھا تھا۔ کہ ان کے فرزندوں کو قتل کرتا اور ان کے اعراض و ناموس کو برباد کرتا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ زمین کے مفسدوں میں سے بڑا ہی مفسد تھا لیکن بایں ہمہ ہمارا فیصلہ یہ تھا کہ جو قوم اس کے ملک میں سب سے زیادہ کمزور سمجھی گئی تھی۔ اسی پر احسان کریں۔ اسی قوم کے لوگوں کو وہاں کی سرداری و ریاست بخشیں۔ انہی کو وہاں کی سلطنت کا وارث بنائیں اور انہی کی حکومت کو تمام ملک میں قائم کرا دیں۔ اس سے ہمارا مقصد یہ تھا کہ فرعون و ہامان اور اس کے لشکر کو جس ضعیف قوم کی طرف سے بغاوت و خروج کا کھٹکا لگا رہتا تھا اسی کے ہاتھوں ان کے ظلم و استبداد کا نتیجہ ان کے آگے آئے۔

مسلمانو! کیا متاع آخرت بیچ کر دنیا کے چند خزف ریزوں پر قناعت کی خوا
ہے؟ کیا اللہ کی حکومت سے باغی رہ کر دنیا کی حکومتوں سے صلح کرنے کا ارادہ ہے؟ کیا

حیات ابدی بیچ کر معیشت چند روزہ کا سامان کر رہے ہو؟ کیا تمہیں یقین نہیں کہ:۔

مَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ . (۲۹:۶۴)

یہ دنیا کی زندگی (جو تعلق الٰہی سے خالی ہے) اس کے سوا اور کیا ہے۔ کہ فانی خواہشوں کے بہلانے کا ایک کھیل ہے؟ اصلی زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے۔ جس کے لیے اس زندگی کو تیار کرنا چاہیے۔

اگر تم صرف دنیا ہی کے طالب ہو، جب بھی اپنے خدا کو نہ چھوڑو۔ کیونکہ وہ دنیا و آخرت دونوں بخشنے کے لیے تیار ہے۔ تم کیوں صرف ایک ہی پر قناعت کرتے ہو؟

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَاللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ط (۴:۱۳۴)

اور جو شخص دنیا کی بہتری کا طالب ہے اس سے کہہ دو کہ صرف دنیا ہی کے لیے کیوں ہلاک ہوتا ہے؟ حالانکہ خدا تو دین اور آخرت دونوں کی بہتری دے سکتا ہے وہ خدا کے پاس آئے اور آخرت کے ساتھ دنیا کو بھی لے۔

مسلمانو! پکارنے والا پکار رہا ہے کہ اب بھی خدائے قدوس کی سرکشی و نافرمانی سے باز آ جاؤ اور بادشاہ ارض و سماء کو اپنے سے روٹھا ہوا نہ چھوڑو۔ جس کے روٹھنے کے بعد زمین و آسمان کی کوئی ہستی بھی تم سے من نہیں سکتی! اس سے بغاوت نہ کرو۔ بلکہ دنیا کی تمام طاقتوں سے باغی ہو کر صرف اسی کے وفادار ہو جاؤ۔

پھر کوئی ہے جو اس آواز پر کان دھرے؟ **فهل من مستمع؟**

آسمانی بادشاہت کے ملائکہ مکرمین اور قدوسیان مقربین اپنے نورانی پروں کو پھیلائے ہوئے اس راست باز روح کو ڈھونڈھ رہے ہیں۔ جو مخلوق کی بادشاہت چھوڑ کر خالق کی حکومت میں بسنا چاہتی ہے۔ کون ہے جو اس پاک مسکن کا طالب ہو اور پاکباز روحوں کی طرح پکار اٹھے کہ:

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا،

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَ بْرَارِ ٥
رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَ لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ط
اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ٥ (۳:۱۹۳-۱۹۴)

اے ہمارے حقیقی بادشاہ! ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو تیری بادشاہت کی آواز دے رہا تھا۔ اے ہمارے ایک ہی بادشاہ! ہم نے تیری بادشاہت قبول کی پس ہمارے گناہ معاف کر! ہمارے عیوب پر پردہ ڈال! اپنے نیک بندوں کی معیت میں ہمارا خاتمہ کر تو نے اپنے منادی کرنے والوں کی زبانی ہم سے جو وعدے کئے تھے وہ پورے کر اور اپنی آخری بادشاہت میں ذلیل وخوار نہ کر کہ تو اپنے وعدوں سے کبھی نہیں ٹلتا۔

مولانا ابوالکلام آزاد

ماہ و سال کی جھلک

۱۸۸۸ء پیدائش، ۲۲ اگست بمطابق ۱۴ ذی الحج ۱۳۰۵ھ بروز بدھ مکہ معظمہ: محلہ قدوہ، متصل باب السلام۔

۱۸۹۳ء رسم بسم اللہ عمر پانچ برس۔

۱۸۹۸ء والدین کے ہمراہ ہندوستان آمد، والد کا انتقال۔

۱۸۹۹ء شاعری کا آغاز، ماہ نامہ ''خدنگ نظر''، لکھنؤ میں کلام کی پہلی مرتبہ اشاعت۔

۱۹۰۱ء ۲۲ جنوری ہفتہ وار ''المصباح'' کا اجراء۔

۱۹۰۲ء ۵ جنوری، قدیم ترین دستیاب تصنیف ''اعلان الحق''، ہفت روزہ ''احسن الاخبار''، کلکتہ کی ادارت۔

۱۹۰۳ء درس نظامی کی تکمیل بعمر پندرہ سال۔

۱۹۰۳ء مارچ! ماہ نامہ ''خدنگ نظر''، لکھنؤ کے مدیر معاون

۱۹۰۳ء ''ایڈورڈ گزٹ''، شاہ جہان پور کے مدیر۔

۱۹۰۳ء ''انجمن ترقی اردو ہند'' کی مجلس عامہ کے ممبر، کچھ دنوں کے لئے اسسٹنٹ سیکرٹری بھی رہے۔

۱۹۰۳ء نومبر ماہ نامہ ''لسان الصدق'' کا اجراء۔

۱۹۰۴ء یکم تا ۳ اپریل: انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ میں پہلی بار شرکت اور خطاب، مولانا الطاف حسین حالی سے پہلی ملاقات۔

۱۹۰۵ء ۲۲، ۲۳ اپریل انجمن کے سالانہ اجلاس میں دوسری مرتبہ شرکت، ''اسلام آئندہ زمانے میں،، کے موضوع پر خطاب۔

۱۹۰۵ء اپریل، مئی: لسان الصدق کے آخری شمارہ کی اشاعت۔

۱۹۰۵ء عظیم انقلابی رہنما شری شیام سندر چکروتی سے تعارف اور مسلمانوں کو انقلابی سرگرمیوں میں شامل کرنے کا مشورہ۔

۱۹۰۵ء بیرونی ممالک کا سفر، عراق، مصر، شام اور ترکی کے انقلابیوں سے ملاقاتیں۔

۱۹۰۵ء اکتوبر: ماہنامہ ''الندوہ،، لکھنؤ کے مدیر معاون۔

۱۹۰۶ء مارچ ''الندوہ،، سے علیحدگی۔

۱۹۰۶ء نواب صدر یار جنگ سے پہلی ملاقات۔

۱۹۰۶ء سہ روزہ ''وکیل،، امرتسر کی ادارت۔

۱۹۰۶ء ستمبر، اکتوبر بڑے بھائی ابوالنصر یسین آہ کی وفات۔

۱۹۰۶ء زلیخا بیگم سے شادی۔

۱۹۰۶ء نومبر میں ''وکیل،، کی ادارت سے علیحدگی۔

۱۹۰۶ء مسلم ایجوکیشنل کانفرنس ڈھاکہ کے اجلاس میں شرکت۔ اسی اجلاس میں آل انڈیا مسلم لیگ قائم ہوئی۔

۱۹۰۷ء جنوری ہفت روزہ ''دارالسلطنت،، کلکتہ کا مولانا کی زیر ادارت از سر نو اجراء۔

۱۹۰۷ء ''وکیل،، امرتسر کے مالک شیخ غلام محمد کے اصرار پر دوبارہ ادارت سنبھالی۔

۱۹۰۸ء شیخ غلام محمد سے اخبار کی پالیسی پر اختلاف اور ادارت سے علیحدگی۔

۱۹۰۸ء ۱۷ اگست والد کا انتقال، گاندھی جی کا تعزیتی تار۔

۱۹۱۲ء ۱۳ جولائی: ہفتہ وار ''الہلال،، کا کلکتہ سے اجراء۔

۱۹۱۲ء ۱۸ دسمبر: مسلم لیگ کی بے حسی پر ''الہلال،، میں طویل تجزیہ اور تاج برطانیہ

کے تحت حکومت خود اختیاری کے مطالبہ کو نصب العین قرار دینے کا مشورہ۔

۱۹۱۲ء ۳۱ دسمبر: مسلم لیگ نے مولانا کا مشورہ قبول کرتے ہوئے بانکی پور کے اجلاس میں سیلف گورنمنٹ کو نصب العین قرار دیا۔

۱۹۱۳ء ۳۱ مئی: مولانا حسرت موہانی کے ''اردوئے معلیٰ،، سے ضمانت طلبی، حکومت کے اقدام کے خلاف ''الہلال،، میں پرزور احتجاج۔

۱۹۱۳ء یکم، ۱۸ اکتوبر! ''الہلال،، میں اخبارات، رسائل اور جرائد کے حقوق کے تحفظ کے لئے انجمن کے قیام کی تجویز اور ابتدائی پروگرام کا خاکہ۔

۱۹۱۳ء ۳۰، ۳۱ دسمبر کے اجلاس مسلم لیگ آگرہ میں شرکت اور سیلف گورنمنٹ کے مطالبہ کے حق میں تقریر۔

۱۹۱۴ء ۱۰ جولائی: ''الہلال،، میں جمعیت حزب اللہ، کے قوائد کے اشاعت۔

۱۹۱۴ء اکتوبر: ۱۲-۱۸ کا مشترکہ شمارہ ''الہلال،، ضبط۔

۱۹۱۴ء ۱۶ نومبر: پچھلی ضمانت ضبط، دس ہزار کی نئی ضمانت طلبی، مطالبہ پورا نہ کرنے کی وجہ سے ۱۸ نومبر کی اشاعت کے بعد ''الہلال،، خود ہی بند کر دیا۔

۱۹۱۵ء اگست مدرسہ ''دارالارشاد،، کا قیام۔

۱۹۱۵ء ۱۵ نومبر: ہفتہ وار ''البلاغ،، کا کلکتہ سے اجراء۔

۱۹۱۵ء مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس بمبئی میں شرکت، دوسری جماعتوں کے ساتھ مذاکرات کرنے کے حق میں زبردست تقریر۔

۱۹۱۶ء ۲۸ مارچ: حکومت بنگال کی طرف سے ڈیفنس ایکٹ نمبر ۳ کے تحت چار یوم کے اندر صوبہ بنگال سے نکل جانے کا حکم نامہ، بعد میں یہ مدت بڑھا کر ایک ہفتہ کر دی۔ دہلی، پنجاب اور یو۔پی کی صوبائی حکومتوں نے پہلے ہی اپنے صوبوں میں داخلہ پر پابندی لگا رکھی تھی۔ (البلاغ جلد اوّل شمارہ ۱۵ تا ۱۷)۔

۱۹۱۶ء ۳۰ مارچ: کلکتہ سے صوبہ بہار کے شہر رانچی روانگی، شہر سے باہر ایک گاؤں مورابادی میں قیام، صوبہ بدر ہونے کے باعث ''البلاغ،، کی اشاعت ختم۔

۱۹۱۶ء ۸ جولائی: حکومت ہند کی طرف سے نظر بندی کا حکم، پریس اور گھر کی تلاشی، گرانقدر مسودات کا اتلاف۔

۱۹۱۹ء ''تذکرہ،، اور ''جامع الشواہد فی دخول غیرالمسلم فی المساجد،،۔

۱۹۱۹ء ۲۷ دسمبر: شاہی فرمان کے ذریعے تمام اسیروں کی رہائی۔

۱۹۲۰ء ۲۰ جنوری: رہائی کے بعد دہلی آمد، گاندھی جی سے پہلی مرتبہ ملاقات وائسرائے سے ملاقات کے لئے جانے والے وفد میں شمولیت سے انکار، یادداشت پر دستخط۔

۱۹۲۰ء ۲۸، ۲۹ فروری: ''مذہب عمل میں تجدید،، جلسوں کا صدر نہ بننے کا پرانا دستور العمل ختم، بنگال پروانشل خلافت کانفرنس کی صدارت، مسئلہ خلافت پر جامع، مبسوط اور طویل ترین خطبہ صدارت۔ بعد میں یہی خطبہ ''مسئلہ خلافت اور جزیرۃ العرب،، کے عنوان سے کتابی صورت میں شائع ہوا۔

۱۹۲۰ء ۲۳ مارچ میرٹھ خلافت کانفرنس میں شرکت اور گاندھی جی کے بعد تقریر۔

۱۹۲۰ء ۷ تا ۹ فروری: خلافت کانفرنس لاڑکانہ سے خطاب۔

۱۹۲۰ء ۱۲ دسمبر: جامع مسجد ناخدا کلکتہ میں قومی عربی مدرسہ کا قیام اور افتتاحی تقریب سے مولانا اور گاندھی جی کا خطاب۔

۱۹۲۱ء مارچ: گاندھی جی کے ساتھ پنجاب کا دورہ، لاہور اور امرتسر میں عام اجتماعات پر پابندیوں کے باوجود مولانا نے قانون شکنی کرتے ہوئے تقاریر کیں۔

۱۹۲۱ء اپریل: موپلوں کے مسئلہ کا جائزہ لینے کے لئے کالی کٹ کا سفر، مدراس اور اروڈ میں قیام و خطاب۔

۱۹۲۱ء ۱۸ اگست: مقدمہ کراچی کے ملزمان کی گرفتاری کے خلاف ہالیڈے پارک کلکتہ کے جلسہ عام میں تقریر۔ جمعیت العلمائے ہند اور خلافت کمیٹی کے جلسوں میں کراچی ریزولیشن کی حمایت میں تقریر۔

۱۹۲۱ء	۲۳ ستمبر: تحریک عدم تعاون کی دعوت عام کرنے کے لئے ہفتہ وار ''پیغام،، کا کلکتہ سے اجراء۔
۱۹۲۱ء	۲۸، ۲۰ نومبر: صدارت اجلاس جمعیت العلمائے ہند لاہور۔ دونوں جگہوں پر کراچی ریزولیوشن کی پرزور تائید کی۔
۱۹۲۱ء	۱۰ دسمبر: گرفتاری۔
۱۹۲۲ء	۲۴ جنوری: عدالت میں تحریری بیان داخل کیا جو بعد میں ''قول فیصل،، کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوا۔
۱۹۲۲ء	۹ فروری: بغاوت کے مقدمہ میں دفعہ ۱۲۴۔ الف کے تحت مجرم، ایک سال، قید بامشقت کی سزا۔
۱۹۲۳ء	۶ جنوری: قید سے رہائی۔
۱۹۲۳ء	یکم اپریل: عربی رسالہ ''الجامعہ،، کا اجراء۔
۱۹۲۳ء	۱۵ ستمبر صدارت کانگریس کے اسپیشل اجلاس دہلی، کانگریس کے لئے کم عمر صدر، کانگریس کے دونوں مختلف الخیال گروہوں میں مفاہمت کرائی۔
۱۹۲۵ء	۲۲ مئی: حصول پاسپورٹ کے لئے درخواست۔
۱۹۲۵ء	۲۹ دسمبر: صدارت آل انڈیا خلافت کانفرنس کانپور۔
۱۹۲۰ء	فرقہ وارانہ فسادات کے خاتمہ کے لئے مساعی۔
۱۹۲۷ء	۱۰ جون: ''الہلال،، کا دوبارہ اجراء۔
۱۹۲۷ء	۹ دسمبر: اس کے بعد ''الہلال،، ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔
۱۹۲۹ء	۲۷ جولائی: صدر مسلم نیشنلسٹ پارٹی اور نہرو رپورٹ کی حمایت۔
۱۹۳۰ء	قائم مقام صدر آل انڈیا نیشنل کانگریس۔
۱۹۳۰ء	۲۱ اگست: گرفتاری۔
۱۹۳۱ء	۲۷ جنوری: رہائی۔
۱۹۳۱ء	۳۱ مارچ یکم اپریل: جمعیت العلمائے ہند کے سالانہ اجلاس کراچی کی

صدارت۔

۱۹۳۱ء ستمبر ترجمان القرآن جلد اوّل کی اشاعت۔

۱۹۳۲ء ۱۲ مارچ: گرفتاری۔

۱۹۳۲ء ۱۱ مئی: رہائی۔

۱۹۳۲ء ستمبر: جمعیت اہل حدیث کانفرنس کلکتہ سے خطاب۔

۱۹۳۶ء اپریل: ترجمان القرآن جلد دوئم کی اشاعت۔

۱۹۳۷ء انتخاب کے بعد وزارت سازی کے سلسلہ میں یو۔پی اور بہار کے دورے، یو۔پی میں مسلم لیگ کے چوہدری خلیق الزمان اور نواب اسماعیل خاں کے ساتھ کانگریس مسلم لیگ مخلوط کابینہ بنانے کا معاہدہ، بہار میں ڈاکٹر سید محمود اور بمبئی میں مسٹر نریمان کو صوبائی اسمبلیوں کی کانگریس پارٹی کا قائد بنانے کی کوشش۔

۱۹۳۷ء ۶ دسمبر: کانگریس کی جانب سے قومی ترانہ کے انتخاب کے لئے کمیٹی کی رکنیت۔

۱۹۳۸ء حمید نظامی کی دعوت پر لاہور میں منظور قادر کے مکان پر مسلم سٹوڈنٹس سے خطاب۔

۱۹۴۰ء ۱۴ مارچ: پندرہ روزہ ''نوائے وقت،، لاہور کے اجراء پر تہنیتی پیغام۔

۱۹۴۰ء ۱۷ تا ۱۹ مارچ کانگریس کا ۵۲واں اجلاس رام گڑھ میں بھاری اکثریت سے صدر چنے گئے اس عہدہ پر ۱۹۴۶ء تک فائز رہے، زبردست خطبہ صدارت، جس میں تمام مسائل کا احاطہ کیا خاص کر اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے وفاق کا حل تجویز کیا۔

۱۹۴۰ء ۱۴ دسمبر: پنجاب سے کلکتہ جاتے ہوئے الہ آباد ریلوے اسٹیشن پر صبح کی چائے پینے کیلئے ریفریشمنٹ روم جاتے ہوئے گرفتاری اور دو برس کی سزا، نینی جیل میں قید۔

۱۹۴۰ء ۴ دسمبر: باردولی میں ورکنگ کمیٹی کا اجلاس، گاندھی جی کے خیالات سے دوری میں۔

۱۹۴۲ء ۹ فروری: چیانگ کائی شک سے ملاقات۔

۱۹۴۲ء ۲۳ مارچ کرپس کا ہندوستان میں ورود، ۲۵ مارچ! کرپس سے ملاقات۔

۱۹۴۲ء ۱۰ اپریل: ایک خط کے ذریعہ کرپس تجاویز مسترد کرنے کی اطلاع۔

۱۹۴۲ء مئی جون: ہندوستان پر جاپانی حملہ کی صورت میں اقتدار سنبھالنے کی منصوبہ بندی۔

۱۹۴۲ء ۱۴ جولائی تا ۵ اگست: دورہ ہندوستان، تحریک کے بارے میں مقامی رہنماؤں کو ہدایت۔

۱۹۴۲ء ۲۹ جولائی: اقتدار مسلم لیگ کو منتقل کردینے کی پیش کش۔

۱۹۴۲ء ۹ اگست: بمبئی میں علی الصبح گرفتاری اور قلعہ احمد نگر میں نظر بندی۔

۱۹۴۲ء ۹ اپریل: کلکتہ میں اہلیہ کا طویل علالت کے بعد انتقال۔

۱۹۴۳ء اپریل: احمد نگر سے بانکواڑہ منتقلی۔

۱۹۴۵ء ۱۵ جون: رہائی۔

۱۹۴۵ء ۲۴ جون: وائسرائے لارڈ ویول سے ملاقات۔

۱۹۴۵ء ۲۵ جون: پہلی شملہ کانفرنس میں شرکت۔

۱۹۴۵ء ۷ جولائی نئی ایگزیکٹو کونسل کے لئے پندرہ ناموں پر مشتمل فہرست وائسرائے کو دی۔

۱۹۴۵ء ۱۴ جولائی: پہلی شملہ کانفرنس کی ناکامی پر رد عمل۔

۱۹۴۵ء ۱۵ جولائی: وائسرائے کے نام خط، کانگریس پر عائد پابندیاں ختم کرنے سیاسی قیدیوں کی رہائی اور پریس کی آزادی کا مطالبہ۔

۱۹۴۵ء جولائی: علی گڑھ کے ریلوے سٹیشن پر لیگی طلباء کا مخالفانہ مظاہرہ۔

۱۹۴۵ء ۲ اگست: گاندھی جی کے نام مکتوب، مسلمانوں کے خدشات دور کرنے کے

لئے بعض نئی تجاویز۔

۱۹۴۶ء غبار خاطر، کاروان خیال کی اشاعت۔

۱۹۴۶ء مارچ: وزارت سازی کے لئے لاہور آمد، پنجاب میں پہلی بار کانگریس کو اقتدار میں لانے میں کامیابی، کانگریس، یونی نسٹ اور اکالی مخلوط کابینہ قائم کرنے کا فیصلہ۔

۱۹۴۶ء ۲،۱۴ اپریل: حکومت اور مسلم لیگ پر انتخابات میں مداخلت اور دھاندلی کے الزامات۔

۱۹۴۶ء ۶ اپریل: برطانوی کابینہ مشن سے ملاقات، صوبوں کو زیادہ اور مرکز کو کم اختیار دے کر اقلیتوں کو مطمئن کرنے کا فارمولا۔

۱۹۴۶ء ۱۵ اپریل: مشن کو پیش کردہ تجاویز کا پریس کانفرنس میں انکشاف۔

۱۹۴۶ء ۲۲ اپریل: صدارت کے لئے پنڈت جواہر لال نہرو کے نام کی تجویز۔

۱۹۴۶ء ۷ جولائی: آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس بمبئی میں پنڈت جواہر لال نہرو کا نام صدارت کے لئے پیش کیا۔

۱۹۴۶ء ۹ جولائی: ہندوستان کی آئین ساز اسمبلی کے لئے صوبہ سرحد سے انتخاب میں حصہ لینے کے لئے کاغذات نامزدگی پشاور پہنچے۔ مولانا اور باچا خاں ممبر منتخب ہوئے۔

۱۹۴۷ء ۱۵ جنوری: عبوری حکومت میں بطور وزیر تعلیم شمولیت۔

۱۹۴۷ء ۱۹ فروری: فرقہ وارانہ یونیورسٹیوں کے قیام کی مخالفت۔

۱۹۴۷ء ۳۱ مارچ: گاندھی جی سے دہلی میں نہایت اہم ملاقات، ملک کو تقسیم سے بچانے پر اتفاق رائے۔

۱۹۴۷ء ۲ اپریل: گاندھی جی تقسیم کے حق میں، مولانا کے لئے زندگی کا سب سے بڑا صدمہ۔

۱۹۴۷ء ۱۴ مئی: لارڈ مونٹ بیٹن سے شملہ میں ایک گھنٹے تک ملاقات ...

پلان کو بچانے کی آخری کوشش، انتقال اقتدار دو ایک برس کے لئے ملتوی کرنے کی تجویز۔

۱۹۴۷ء ۱۴ جون: آل انڈیا کانگریس میں تین جون پلان، تقسیم ہند منصوبہ کی مخالفت۔

۱۹۴۷ء ۲۹ جون: دونوں مملکتوں کی دستور ساز اسمبلیوں کا مشترکہ اجلاس بلا کر اقلیتوں کے تحفظ کے لئے متفقہ لائحہ عمل مرتب کرنے کا مشورہ۔

۱۹۴۷ء ۲۱ جولائی: آئین ساز اسمبلی کی رکنیت سے استعفیٰ۔

۱۹۴۷ء ۱۵ اگست: آزاد ہندوستان کی پہلی کابینہ میں وزیر تعلیم۔

۱۹۴۷ء اکتوبر شاہی مسجد دہلی میں مسلمانوں سے خطاب

۱۹۴۸ء مارچ: ترک وطن کر کے جانے والے مسلمانوں کو تنبیہ۔

۱۹۴۹ء اپریل: انڈین نیشنل کمیشن فار کواپریشن و دیونیسکو کے افتتاحی اجلاس میں خطبہ صدارت۔

۱۹۵۱ء کانگریس پارلیمانی پارٹی کے ڈپٹی لیڈر۔

۱۹۵۱ء جولائی: غیر ممالک کا دورہ کراچی میں مختصر قیام، جناح کے مرقد پر فاتحہ خوانی۔

۱۹۵۱ء جولائی: ایران میں آیت اللہ خمینی سے ملاقات۔

۱۹۵۲ء آزاد ہندوستان کے پہلے عام انتخاب میں لوک سبھا کے منتخب ممبر، مرکزی کابینہ میں تعلیم، قدرتی ذرائع اور سائنسی تحقیقات کے محکموں کے وزیر۔

۱۹۵۳ء اپریل: ریسرچ انسٹی ٹیوٹ رڑکی مرکزی عمارت کا افتتاح۔

۱۹۵۴ء اگست: للت کلا اکاڈیمی کے افتتاحی اجلاس سے صدارتی خطاب۔

۱۹۵۵ء ۲۵ مئی: بمبئی سے بحری جہاز کے ذریعہ انگلستان روانگی، رات کراچی میں قیام، پاکستان کے وزیر اعظم محمد علی بوگرہ سے ملاقات۔

۱۹۵۵ء ۲۹ جولائی: انڈیا آفس لائبریری کو برطانیہ کی ملکیت تسلیم کرنے سے انکار۔

۱۹۵۶ء یونیسکو کی نویں جنرل کانفرنس دہلی کے صدر۔

۱۹۵۷ء ہندوستان کے دوسرے عام انتخاب، لوک سبھا کے منتخب ممبر۔

۱۹۵۷ء اپریل: بطور وزیر تعلیم اور سائنسی تحقیقات حلف برداری۔

۱۹۵۸ء ۱۵ فروری: علی الصبح فالج کا شدید حملہ، تین یوم تک بے ہوش۔

۱۹۵۸ء ۲۲ فروری: وفات صبح دو بج کر دس منٹ، سہ پہر تین بجے جامع مسجد کے سائے اردو پارک میں دفن کئے گئے۔ نماز جنازہ مولانا احمد سعید پڑھائی۔

ے آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے